امام محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ کی سیرت نگاری (پہلی قسط)
(ایک جامع تنقیدی مطالعہ)

محمد یٰسین مظہر صدیقی *

ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی (پ: دسمبر ۱۹۴۴ء) ہندوستان کے معروف سیرت نگار ہیں۔ آپ کی کتب اور مطبوعہ مقالات کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہیں۔ سیرت نگاری میں آپ نے کئی منفرد پہلوؤں کی نقاب کشائی کی ہے۔ جھات الاسلام کا اعزاز ہے کہ آپ نہ صرف مجلس ادارت کے رکن ہیں بلکہ آغاز ہی سے آپ کا قلمی تعاون بھی مجلّہ کو حاصل رہا ہے۔ زیر نظر مقالہ ''محمد بن عبدالوہاب نجدی کی سیرت نگاری'' کے جامع تنقیدی مطالعہ پر مبنی ہے۔ چونکہ مقالہ ایک ہی کتاب ''مختصر سیرت الرسول'' پر مبنی ہے لہٰذا صفحات کا اندراج متن کے اندر ہی کر دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مضمون کی طوالت اور اہمیت کے پیش نظر اسے دو حصوں میں شائع کیا جا رہا ہے۔ (مدیر)

دو عبقری شخصیات نے بارہویں صدی ہجری/ اٹھارہویں صدی عیسوی کے اوائل میں عالم اسلام کے دو مردم خیز خطوں میں جنم لیا۔ اول شاہ ولی اللہ دہلوی (احمد بن عبدالرحیم فاروقی ،۴رشوال ۱۱۱۴/ ۲۱رفروری ۱۷۰۳) ہیں، قدرت الٰہی نے ان کو خطہ پاک و ہند کے لیے منتخب کیا۔ دوم ہندی امام کے قریب ترین معاصر شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی (۱۱۱۵/۱۷۰۳) ہیں۔ ان کو حرمین شریفین کے دیار نجد میں پیدا کیا۔ اول الذکر ہندی امام نے دار فانی میں قیام و کارکردگی کے لیے نسبتاً کم وقت پایا اور سنین ولادت کے اواخر میں وفات پائی (۲۹محرم ۱۱۷۶/ ۲۰اگست ۱۷۶۲)۔ نجدی امام کو کارگذاری اور دنیائے فانی کو سنوارنے کے لیے بڑا طویل عرصہ عطا کیا گیا اور وہ اگلی صدی کے آغاز میں واصل بحق ہوئے (۱۲۰۶/۱۷۹۱)۔ عالم اسلام کے امامان وقت اور مشائخ عصر کے کارناموں، کارفرمائیوں اور کارسازیوں میں ہر طرح کی علمی، دینی، تربیتی اور اصلاحی مماثلت ہے۔ ان کا ایک تجزیاتی مطالعہ اور تقابلی تجزیہ کسی اور تحقیق و تنقید کا مبحث بنے گا، سر دست ان کا ایک علمی و تحقیقی کام مختصر تبصرہ کا موضوع بن گیا ہے۔

اور وہ ہے دونوں عبقریات کا مطالعۂ سیرت اور نگارشِ حیات طیبہ، یہ وہ موضوع ہے جو ہر امام و شیخ اور مولف و مصلح کا محبوب رہا ہے۔ امام ہندیؒ نے سیرت مبارکہ پر کوئی خاص کتاب تالیف تو نہ کی مگر ان کی شاہکار

* پروفیسر، صدر، ڈائریکٹر (سابق) ادارہ علوم اسلامیہ و شاہ ولی اللہ دہلوی ریسرچ سیل، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، انڈیا۔

کتاب حجۃ اللہ البالغہ کا ایک باب اور متعدد دوسری کتب کے مباحث اس سے منور ہیں۔ شیخ نجدیؒ کی ایک کتاب سیرت نبوی کی تالیف خاص ضرور ہے لیکن وہ اسلامی تاریخ عالمی کے تناظر میں تاریخ انبیاء و خلافت اسلامی کو سمیٹ لیتی ہے۔ دونوں امامان عصر و عالم اسلام نے سیرت نبوی کے مصادر اصلی، حدیث شریف کے مآخذ عصری اور کلام الٰہی کی آیات حتمی کا عظیم استعمال کیا ہے۔ ان دونوں عبقریات کے علمی، دینی، تحقیقی اور اصلاحی و تربیتی کارگزاریوں کے خاص دائرہ ہائے کار تھے اور سیرت نگاری ان ہی خاص دائروں میں کی گئی ہے۔ دہلوی امام سیرت کا منظر نامہ وسیع تر ہے اور وہ سیرت طیبہ کا ایک اصولی اور تاریخی جامع مطالعہ کرنے کے علاوہ مختلف جہاتِ سیرت کو اجاگر کرتے ہیں۔ نجدی شیخ کا ارتکاز فکر ونظر اور نکتہ تالیف و نگارش توحید الٰہی کی دعوت خالص اور اس کی ضد بدعت و شرک کے استیصال پر کلی طور سے مبنی ہے۔ ان کی سیرت نگاری کا وہی طرہ امتیاز اصلی ہے اور دوسری جہات و ابعاد ثانوی ہیں۔ ان دونوں کے اشتراک نے سیرت نگاری کا خاص منہج نکالا۔

نجدی نگارشاتِ سیرت

شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ کی تالیفات سیرت میں ایک کتاب کو ’’مختصر سیرۃ الرسول ﷺ‘‘ کا عنوان بالعموم دیا گیا ہے۔ وہ شیخ امام کے مختلف مخطوطات کا عنوان جلی رہا اور اسی نے ان کی مختلف طباعتوں کو بھی نام و مقام دیا اور کتاب سیرت کو شناخت عطا کی۔ مملکت سعودی عرب کی وزارت امور مذہبی اور اوقاف و دعوت و ارشاد کی طرف سے شائع کردہ اس کتاب عزیز کا یہی عنوان سرنامہ بن گیا ہے۔ وزارت کے کارکنان گرامی اور ان سے زیادہ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ کے مرتب و حاشیہ نگار شیخ محمد حامد فقی نے دیگر محققین کی مانند اسی کو خالص سمجھا۔ کتاب مختصر کے تجزیاتی مطالعہ سے کافی بعد میں مگر شروع سے ہی فہرست کتاب سے پتہ چل جاتا ہے کہ وہ کتاب سیرت و تاریخ اسلامی کا وسیع احاطہ ہے۔ مطبوعہ کتاب مختصر کے قریب ڈھائی سو صفحات سیرت نبوی بیان کرتے ہیں اور بقیہ پچھتر صفحات خلافت راشدہ سے دولت عباسی تک کا جائزہ پیش کرتے ہیں۔ مرتب و محقق گرامی کے مقدمہ اور ان کے حواشی و تعلیقات سے مزین کتاب مختصر سیرت کے تاریخ خلافت سے ارتباط کا ذکر ملتا ہے، نہ نقد و تبصرہ کا۔ تعلیقات و حواشی کا معاملہ بھی کچھ عجیب و غریب ہے۔ وہ خال خال بھی ہیں، غیر تنقیدی ہیں اور فنی تحقیق سے عاری ہونے کے علاوہ غیر اخلاقی و اسلامی بھی ہیں، غیر اخلاقی و غیر اسلامی یوں کہ وہ سیرت و نبوت اور اسلام و حق کے واقعات و بیانات پر حواشی، تبصروں اور تنقیدات سے عاری ہیں۔ خاص کر صاحب مختصر کے تسامحات میں۔

امام نجدی کی ایک اور تالیف لطیف مختصر زاد المعاد ہے۔ وہ امام ابن قیم الجوزیہ (محمد بن ابوبکر دمشقی، ۶۹۱/۱۲۸۱-۱۷۵۱/۱۳۵۰) کی کتاب بسیط و جامع زادالمعاد کا اختصار و تلخیص ہے۔ اس کو بالعموم کتب سیرت اور

مصادر طیبہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ وہ سیرت نبوی کے تاریخی مباحث اور سیرتی ابواب کے علاوہ ایک خاص زاویہ فکر و نگارش سے اس عظیم الجہات اور محبوب موضوع سے بحث کرتی ہے۔ وہ اصلاً سنت رسول اکرم ﷺ کے حوالے سے واقعات سیرت اور روایاتِ حیات کا تجزیہ پیش کرتی ہے اور قاضی عیاض جیسے پیشروؤں کی خوشہ چیں ہے۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی متعدد دیگر تالیفات دوسرے علوم وفنون اسلامی سے اصلاً متعلق ہیں لیکن ان میں سیرتی مباحث لازماً آہی جاتے ہیں۔ ان کی مقبول ومشہور ترین کتاب التوحید کے بہت سے مباحث میں واقعات سیرت سے استدلال و استشہاد کیا گیا ہے کہ توحید و رسالت کا تلازم ہی ہے۔ اسی طرح مسائل الجاھلیۃ، تفسیر آیات القرآن الکریم، تفسیر سورۃ الانفال اور دیگر تالیفات شیخ میں بھی سیرتی مباحث مل جاتے ہیں لیکن یہ تمام مباحثِ شیخ ان کو کتاب سیرت کا فنی درجہ ومقام دینے سے قاصر ہیں، البتہ وہ سیرتی روایات و واقعات کے استدلالی زاویے ضرور بنتے ہیں۔

مختصر سیرۃ الرسول ﷺ کا مطالعاتی منہج

مصنف گرامی سے زیادہ مرتب ومحقق نامی نے اپنے مقدمہ میں تصریح کی ہے کہ مختصر سیرت امام ابن اسحاق کی کتاب کی تلخیص ہے۔ اس سے ان کی مراد جامع ومہذب امام ابن ہشام کی مرتبہ ''السیرۃ النبویۃ'' ہے جو امام اول کی ایک روایتِ بکائی پر مبنی ومنحصر ہے۔ سیرت نبوی کے امامین ہمامین کے مشترک ومقبول کارنامے کا اختصار وخلاصہ ان کی کتب تاریخ ساز کے بعد سے ہی ہوتا چلا آیا ہے۔ شیخ نجدی کا مختصر سیرت ایک خاص زاویہ سے تیار کیا گیا ہے۔ اس کی طرف ایک اشارہ تمہید میں آچکا اور کامل بحث مختلف عناوین کے تحت آتی ہے۔ ظاہر ہے کہ امامان سیرت- ابن اسحاق و ابن ہشام- کی تالیفات سامی صرف سیرت نبوی کے واقعات و معاملات پر انتہا کو پہونچتی ہیں۔ محقق وحاشیہ نگار محمد حامد فقی نے سیرت نبوی کے بعد کے مباحثِ خلافت اسلامی کے مآخذ کا ذکر کیا ہے اور نہ ان میں سے کسی ایک کے اختصار کا۔ خلافت صدیقی سے دولت عباسی تک مختصر ترین کتاب کے تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ نجدی نے مختلف مصادر سے استفادہ کیا ہے۔ سیرت نبوی کے مباحث میں بھی امام نجدی نے مختلف مصادر و مآخذ اسلامی سے روایات و احادیث لی ہیں لیکن بنیادی ماخذ بہرحال کتاب ابن ہشام ہی ہے۔ اسی طرح تاریخ خلافت اسلامی کا اختصار بنیادی طور سے طبری اور ابن کثیر کی کتب تاریخ کا مرہون منت ہے، البتہ اس میں اضافے، تبصرے اور جائزے دیگر مآخذ سے ہیں۔

امام محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ کی کتاب مختصر سیرت کا مطالعاتی منہج مختلف انداز سے متعین کیا جاسکتا ہے اور بعض اہل علم نے وہ کیا بھی ہے۔ اس مختصر تجزیاتی مطالعہ میں چند خاص سرناموں کے تحت ایک شخصی مطالعہ اور تجزیہ پیش کیا جاتا ہے اور وہ حضرت شیخ کے مختلف زاویوں کو اجاگر کرتا ہے۔

- ابن اسحاق وابن ہشام کے علاوہ دوسرے مصادر سے اخذ روایات کا طریقہ شیخ اوراس کی تاریخی بیانیہ میں پیوستگی۔
- آیات قرآنی سے مختلف مباحث سیرت وتاریخ انبیاء میں استدلال واستشہاد کا مصنف گرامی کا خاص منہج۔
- احادیث نبوی سے واقعات سیرت اور روایات اہل سیر پر اضافات شیخ اور دونوں مآخذ کے تلازم کی اہمیت۔
- دعوت توحید و اصلاح اور رد بدعات وخرافات کے دائرہ میں روایات و واقعات سیرت و تاریخ پر شیخ موصوف کے تبصرے۔
- اختصار وتلخیص واقعات سیرت کا خاص طریقہ مصنف واختصار نویس اوراس کا ایک تجزیاتی مطالعہ۔
- شیخ نجدی کے مختصر سیرت کا تنقیدی تجزیہ اورفن سیرت نگاری میں اس کی منزلت وافادیت کی نشاندہی۔

دعوتِ توحیداور ردخرافات کا منظر نامہ

شیخ نجدی کوتوحید الٰہی کی دعوت اوراس کے منافی خرافات شرک کے خلاف علمی اورعملی دونوں قسم کی جد جہد کرنے کے سبب امام سمجھا جاتا ہے۔علمی اور تحقیقی نگارشات میں وہ اپنے اسلامی جہادو دعوت کی پیوندکاری ہر ادنیٰ مناسبت اور دعوتی مماثلت کی بنا پرضرور کرتے ہیں اور وہ ان کا امتیاز بھی ہے۔مختصر سیرت کے اولین حصہ میں وہ جہادودعوت توحید کا خاصا چوکھا رنگ بھرتے ہیں۔دوسرا حصہ۔بیانیہ سیرت نبوی۔اس سے قطعی محفوظ رہا ہے۔مرتبین کرام کے الفاظ میں شیخ الاسلام نے اپنے مقدمہ نافعہ میں اہل جاہلیت کے اعتقادات وسلوک کو واضح کیا ہےاور شرو جاہلیت سے ملت کومحفوظ کرنے کی سعی کی ہے۔

قصہ آدم وابلیس کوسیرت نبوی اوراس کے عہد سے وابستہ کرنے کے بعدحضرت شیخ نے اسے اسلام وکفر کا بیان اور دونوں کا امتیاز قرار دیا ہے۔حضرت شیخ کا یہ خیال ہے کہ اکثر لوگ اسلام وکفر کا فرق نہیں جانتے لہٰذا وہ ہلاکت سے محفوظ رہ کر فلاح کیسے پاسکتے ہیں۔ پھر ذریت آدم میں اسلام و کفر کی تاریخ بیان کی ہے۔سورہ اعراف:۱۷۲''واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم ذريتهم ''الخ کے حوالے سے میثاق الٰہی اوراس کو ذریت آدم کے نسیان اورخودفراموشی سے جوڑ دیا ہے۔بیس قرون تک اولا دآدم اپنے باپ کے دین یعنی دین اسلام پر رہی پھرکفر کی مرتکب ہوئی اوران کے کفر کا سبب صالحین کی محبت میں غلوتھا جیسا کہ سورہ نوح میں بھی ہے،کفر نے شرک کوجنم دیا اورانبیاء کرام ان دونوں کومٹا کراسلام اوردین حق کوقائم کرنے کی کوشش کرتے رہےاور سابقین کے قصوں کو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو سنایا اورصحابہ نے اپنے معاصرین اور تابعین کو۔اورکفار ومنافقین سے ان کے

معرکہ خیر وشر جاری رہے اور اسی خیر وشر کی معرفت اہل ایمان کے لیے لازمی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی دعوت ملت اور کفر وشرک کے خلاف علمی، دینی اور عملی جدوجہد دراصل حضرت محمد رسول ﷺ سے وابستہ ہوجاتی ہے کہ دونوں میں قربتِ قرابت ہے۔ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے بارے میں احادیث وروایات زیادہ دی ہیں اور دوسرے انبیاء کے معاملے میں کم اور عرب میں مراسم شرک کے فروغ اور صنم پرستی پر بحث کی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اسی ملت ابراہیمی اور دین حق کے قیام وفروغ کی دعوت دی تھی اور صنم پرستی اور جاہلیت کے خلاف جدوجہد کی، سیرۃ نبوی اسی سے عبارت ہے۔ جاہلی دور کی مراسم شرک و بدعت کے نفوذ اور دین حق وابراہیمی کے وجود میں جاہلیت کے دخول کے منظر نامے میں اجداد وآباء نبوی کی تاریخ مصدر سیرت سے ملخص کی ہے۔ نبوی عہد کی بدعات عرب کے خلاف جدوجہد اسلامی کا تعلق قتال اہل الروہ سے جوڑ دیا ہے اور جھوٹے نبیوں اور مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد صدیقی کو نفاذ اسلام بتایا ہے۔ انھوں نے اسی قتال و جہاد کو دلیل اول قرار دیا ہے۔ دلیل دوم میں مسیلمہ کذاب کی تحریک کے خلاف جہاد صحابہ بیان کیا ہے، ان کی تیسری دلیل یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے اہل طغیان کے خلاف جو اقدامات کیے وہ اسلام کے کفر کے خلاف تھے اور یہ خلفاء وراشدین کے زمانے میں پیش آئے۔ چوتھی دلیل زمانہ صحابہ میں واقع ہوئی جب مختار ثقفی کے خلاف کفر کا اجماع ہوا اور اس کی تحریک فسق و فجور ختم کی گئی۔ پانچویں دلیل تابعین کے زمانہ کا واقعہ جعد بن درہم کا ہے جس کا قتل اس کے علم وعبادت کے باوجود صحابہ کرام نے واجب قرار دیا۔ چھٹی دلیل قصہ بنی عبید القداح، جو فاطمی دعوت کے داعی تھے، تیسری صدی میں ابھرے اور ختم کیے گئے اور ساتویں دلیل فتنہ تاتار ہے۔ ان تمام فتنوں نے کفر وشرک کی دعوت دی تھی۔

اختصارِ سیرت کا طریقہ شیخ

امام محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ نے اپنے مختصر سیرت میں سیرت ابن اسحاق وابن ہشام کا اختصار دو الگ الگ حصوں میں کیا ہے۔ اولین چالیس صفحات پر مشتمل بیانیہ سیرت میں شیخ گرامی کا مقدمہ ہے اور اس کے بعد انبیاء سابقین اور دوسرے مباحث قبل بعثت کے واقعات وروایات کا خلاصہ ہے اختصار سیرت کے حصہ اول میں حضرت شیخ نے دو طریقے اختیار کیے ہیں: اول بعض واقعات دور جاہلیت کا بہت مختصر اختصار پیش کرتے ہیں اور اس کے لیے وہ بالعموم یہ تعبیر اختیار کرتے ہیں کہ انھوں نے فلاں واقعہ ذکر کیا جیسے بازیافت زمزم اور اس واقعہ میں مضمر عجائب کا ذکر انھوں نے کیا۔

- ثم ذکر قصة حفر زمزم، و مافيها من العجائب
- ثم ذکر قصة نذر عبدالمطلب ذبح و لده، وماجرى فيها من العجائب

- ثم ذکر الآیات التی لرسول الله ﷺ قبل ولا دته و بعدها وماجریٰ له وقت رضا عه و بعدذلك
- ثم ذکر کفالة امه له،ثم ذکر کفالة جده ثم کفالة عمه ابی طالب

اسی طرح کے اختصارات مذکورہ قصہ بحیری الراہب، حضرت خدیجہؓ سے نکاح نبوی، اور قریشی تعمیر کعبہ اور نصب حجر اسود کے بارے میں ہیں۔ان میں سے بعض کی وہ تفصیل بھی دیتے ہیں ۔ دوسرے واقعات ومعاملات کا نسبتاً خلاصہ کافی ہوتا ہے جو ان کے بنیادی امور کا فہم دیتا ہے جیسے مذکورہ بالا امور کے اذکار کے بعد''ذکر امر الحمس'' کہہ کر اس کی خاصی تفصیل دی ہے کہ وہ اہل حرم ہونے کے تکبر میں متعدد بدعات وانحرافات کے مرتکب ہوگئے تھے مثلاً وقوف عرفات اور وہاں سے افاضہ ترک کر دیا اور متعدد اشیاء خوردنی جیسے پنیر، مکھن، گھی، بنانے اور قیامگاہوں میں ٹھہرنے وغیرہ کو ناجائز قرار دیا۔ یہ تفصیل ایک صفحہ سے زیادہ کی ہے (صفحات:۳۱-۳۲)۔

پھر''حدوث الرجوم'' اور''انذار الکھان'' اور سورہ الجن کے نزول اور ان کے قصہ کے علاوہ ''انذار الیھود'' کا ذکر بھی کیا ہے اور موخر الذکر کا تھوڑا خلاصہ دیا ہے اور اسے اسلامِ انصار کا سبب بھی بتایا ہے۔اس کے بعد اسلامِ سلمان فارسیؓ کا ذکر بلا تفصیل، احناف کا ذکر صرف ان چاروں کے اسماء کے ساتھ اور اتباعِ محمد ﷺ کی وصیتِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر بحوالہ آیت کریمہ اور بدء الوحی کا خلاصہ ذکر بحوالہ آیات اقرأ و مدثر کرکے تلخیص کا بھی مغز بیان کر دیا ہے۔ ابوطالب کی حمایت نبوی کے باوجود اسلام قبول نہ کرنے کے واقعہ سے حضرت شیخ نے استغفارِ مشرکین کے مسئلہ پر بحث کی ہے اور سورہ نجم کے سجدہ کے واقعہ سے اکابر قریش کے معاملہ پر۔ رسول اکرم ﷺ کے اعزاز اور اظہار حق کے حوالے سے اسلام انصار اور ہجرت مدینہ کا اختصار کیا ہے اور اسی حصہ میں مدنی دور میں غزوات کے صرف نام گنا دیے ہیں۔

اس حصہ دوم کے اولین حصہ میں اسی طرح انبیاء سابقین میں سے بعض کا ذکر زیادہ کیا ہے خاص کر حضرات ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کا۔ مکی سیاست میں بنوجرہم وصوفہ وخزاعہ کے مختصر ذکر کے بعد قصی بن کلاب کا قصہ لے آئے ہیں اور ان کے اجداد کا ذکر نہیں کیا۔ مناصبِ قصی کے ذکر کے بعد ان سے بنوعبد مناف کے اختلاف کا ذکر کیا ہے اور حلف الفضول اور ہاشم کا بھی مختصر ذکر ہے۔

مختصر سیرت الرسول ﷺ کے دوسرے حصہ میں روایات و واقعات سیرت کا ایک تاریخی اور تفصیلی اختصار یا واقعہ بہ واقعہ نسبتاً عمدہ خلاصہ کیا ہے۔اس کے تمام بنیادی مباحث حسب ذیل ہیں:

- نسب النبی ﷺ میں عدنان تک متفقہ اور اوپر کی پیڑھیوں کو مختلفہ بیان کرکے نسب اسماعیلی بتانے کے علاوہ حضرت اسمٰعیلؑ کو الذبیح قرار دیا ہے۔

- ولادت نبوی کو مکہ میں عام الفیل کا متفقہ بیان و واقعہ ضرور قرار دیا ہے لیکن تاریخ و یوم کا ذکر نہیں کیا۔ واقعہ فیل کو مقدمہ خیر و نبوت بتایا ہے (ص:۵۵)۔

- قصۃ الفیل کے عنوان سے اس کا ایک خاصا مفصل خلاصہ سیرت ابن اسحاق کے حوالے سے پیش کیا ہے۔ (صفحات:۵۵-۵۸)۔

- ''وفاۃ عبداللہ والدرسول اللہ ﷺ'' کو اکثر علماء کے خیال کے مطابق دوران حمل نبوی اور وفات والدہ کا بعمر چھ سال اور جدامجد کا بعمر آٹھ سال بتانے کے بعد جدامجد عبدالمطلب کے اوصاف اور رسول اکرم ﷺ پر ان کی عنایات کا کافی ذکر کیا گیا ہے (صفحات:۵۹-۶۳)۔

- ''عبداللہ والدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' کی سرخی کے ساتھ ان کے ذبیح ہونے کا واقعہ مع ذکر حفر زمزم کیا ہے اور اس کے بعد ابو طالب عم نبوی کا اور ان کی کفالت نبوی کا۔ اسی میں ابو طالب کی اولاد ذکور میں سے چاروں کا نام بتایا اور مختصر تذکرہ کیا ہے اور بنات میں سے کسی کا ذکر نہیں کیا۔ واقعہ بحیرا راہب بھی مختصراً اسی میں ہے۔ (صفحات:۶۳-۶۸)۔

- شامی سفر تجارت اور واپسی پر حضرت خدیجہؓ سے زواج نبوی اور ان کے فضائل پر ایک حدیث کا ذکر ہے مگر ان کی عمر وغیرہ کا کوئی حوالہ نہیں۔

- غار حراء میں تحنث نبوی کا مختصر بیان دینے کے بعد ''بناء الکعبۃ'' اور اس کی مختصر تاریخ اور تعمیر کعبہ کا ذکر مع غلاف کعبہ کے ہے (صفحات:۶۸-۷۲)۔

- اہل جاہلیت کے بعض احوال میں صنم پرستی کے آغاز اور عمرو بن لحی خزاعی کے کردار اور اصنام مناۃ، لات، عزیٰ، ھبل، خولان وغیر کا مختصر مختصر بیان دینے کے ساتھ جاہلی عربوں میں دین ابراہیمی کے بعض بقایائے صالحہ کا بھی ذکر کیا ہے (صفحات:۷۲-۷۷)۔

- ''بدء الوحی'' کے تحت صحیح سے حدیثِ عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ورقہؓ کی تصدیق و اشعار کے علاوہ ''انواع الوحی'' پر ایک تجزیاتی فصل دی ہے۔

- اولین مومنین میں صدیق امت ابوبکرؓ و صدیقہ خواتین خدیجہؓ کے مختصر حوالہ کے بعد حضرت زیدؓ بن حارثہ کا واقعہ کافی مفصل ہے اور حضرت ورقہ بن نوفلؓ کا اثبات اسلام اور حضرت سمیہؓ کو اول شہیدہ قرار دے کر ان کا مختصر ایمانی تذکرہ ہے۔ اسی حوالے سے مسلمانوں اور ان کے نبی مکرم ﷺ پر ابوجہل مخزومی کے ظلم و ستم اور مظالم قریش کے سبب مہاجرین حبشہ کی ہجرت حبشہ اور ان میں سے بعض کے سورہ نجم کے سجدہ کے واقعہ کے بعد واپس آنے کا ذکر

کیا ہے۔حبشہ کی دوسری ہجرت کے مختصر ذکر کے بعد اسی ضمن میں حضرت ام حبیبہ امویؓ سے ۷ھ کی شادی کا واقعہ کا ذکر بھی لگے ہاتھوں کر دیا ہے اور قریشی وفد کے جانے کے بعد دربار نجاشی میں حضرت جعفر طیارؓ کی تقریر اور اسلام نجاشی کا ذکر ان کی وفات کے واقعہ کے ساتھ ہے(صفحات:۷۷-۹۲)۔

- اسلام حمزہ بحوالہ ابن اسحاق اور اسلام عمر بروایت ابن عمرو ابن العاص بیان کیا ہے اور موخرالذکر زیادہ مفصل ہے۔(صفحات:۹۳-۹۴)۔

- رسول اللہ ﷺ کی حمایت ابی طالب، واقعہ سورج، چاند اور عزم نبوی کے بعد محاصرہ بنی ہاشم کا زیادہ لمبا خلاصہ ہے۔(صفحات:۹۴-۱۰۲)۔

- اہل کتاب یثرب یعنی احبار یہود سے اکابر قریش کے رسول ﷺ سے دینی مباحثہ کی خاطر ایک خاص مبحث ابن اسحاق نے سورہ کہف کے حوالے سے مرتب کیا تھا۔حضرت شیخ نے ایک خاص عنوان سے اس کی کافی بڑی تلخیص کی ہے۔ وہ دینی مخاصمہ اور سورہ کہف کی ایک شاندار بحث اور سیرت نبوی کا ایک علمی تجزیہ ہے۔(صفحات:۱۰۳-۱۰۶)۔

- شیخ قریش ولید بن مغیرہ مخزومی کی رسول اللہ اکرم ﷺ سے دینی بحث اور مکالمہ دوسرا دعوتی مبحث نبوی ہے۔(صفحات:۱۰۶-۱۰۷)۔

- مکی اکابر قریش وغیرہ نے معجزات وآیات الٰہی کا مطالبہ کیا تو آپ نے ان کو شق قمر کا معجزہ دکھایا اور شیخ نے اس کی تلخیص کر کے دوسرے معجزات کے مطالبات کو جمع کر دیا ہے۔اس میں پیشرو انبیاء کرام کے معجزات کا بھی ذکر ہے۔آیات قرانی اور احادیث نبوی کا وہ ایک قیمتی اضافہ شیخ بھی ہے(صفحات:۱۰۷-۱۱۵)۔

طائف کا سفر نبوی ابن اسحاق کی سیرت کا دوسرا خلاصہ شیخ ہے جس کا مقصد اکابر ثقیف سے طلب نصرت اور دعوت اسلامی دونوں کو قرار دیا۔آپ نے دس دن قیام کر کے سب کو دعوت دی مگر اکابر نے آپ کو نکالا اور شیاطین طائف نے زخمی کیا اور حضرت زید بن حارثہؓ نے آپ کی حفاظت کی، زیادہ ذکر آپ کی دعا کا ہے اور بعد مراجعت مطعم بن عدی نوفلی سے جوار کا (صفحات:۱۱۵-۱۱۶)۔

اسراء ومعراج کی تلخیص شدید کی ہے۔ بیت المقدس تک سفر انبیاء کی امامت، معراج سماوی اور آسمانوں پر انبیاء کرام سے ملاقات اور سدرۃ المنتہی تک عروج، حضرت جبریل علیہ السلام کی اصل صورت کا دیدار، نماز کا عطیہ الٰہی، واپسی پر قوم کو خبر، ان کے سوال پر کشف بیت المقدس خاص مباحث ہیں (صفحات:۱۱۶-۱۱۷)۔

فصل فی الھجر ۃ سے مکی دور کے خاتمہ اور مدنی دور کے آغاز کا عہد ساز مرحلہ بیان کیا ہے جس کے اہم

ترین ملخص مباحث ہیں: بیعت عقبہ اولیٰ، ثانیہ بلا ذکر، بعثِ حضرت مصعبؓ بن عمیر عبدری، اسلام سعدؓ بن معاذ و اسیدؓ بن حضیر جو خاصا مفصل ہے، بیعت عقبہ ثانیہ عنوان سمیت، وہ مفصل ہے۔نقباء کی تقرری، ان کے اسماء گرامی اور دوسرے واقعات مع اشعار (صفحات:۱۱۷-۱۲۷)۔

ہجرت مدینہ: اولین مہاجرین میں صرف حضرت ابوسلمہؓ کا ذکر خیر، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اصحاب کے ساتھ انتظار اذن، قریشی معاندین کا منصوبہ قتل نبوی ہجرت ابوبکرؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات، دوپہر کی روایات اور سحر کے سفر کے افسانے میں تطبیق، خاک کا معجزہ، غار ثور کا قیام اور عنکبوت کا جالا، غار ثور سے راہ بر عبداللہ بن اریقط کی رہنمائی میں روانگی، قصہ سراقہ بن مالکؓ نئے عنوان سے، قصہ ام معبدؓ بعنوان دیگر مع اشعار، مدینہ میں داخلہ نبوی کے واقعات واشعار کے بعد دوسرے مہاجرین کا ذکر بروایت حضرت البراءؓ، منزل ابوایوبؓ میں قیام اور خاندان رسالت وصدیقی کی طلبی وہجرت (صفحات:۱۲۷-۱۳۸)۔

تعمیر مسجد نبوی:

آراضی یتیمان انصاری کی بقیمت خرید، تعمیر اور اس پر قبلہ اور ابواب اور چھت کی بناوٹ، حضرت عائشہؓ کی رخصتی بعنوان جلی اور انصار ومہاجرین کی مواخاۃ مدنی کا مختصر ذکر، صحابہ مہاجرین میں سے بعض کی بیماری، اور حضرت بلالؓ کی اکابر قریش پر لعنت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کے لیے دعائے برکت (صفحات:۱۳۸-۱۴۰)۔

سال اول کے واقعات کے عنوان سے صلاۃ حضر میں دو رکعات کا اضافہ، اہل صفہ کا مسجد میں قیام، تاریخ اسلامی/تقویم، اکابر مدینہ کی وفیات، اسلام حضرت عبداللہؓ بن سلام اور تین یہودی محارب قبائل کا ذکر خاص (صفحات:۱۴۰-۱۴۲)۔

سال دوم کے حوادث: سولہ ماہ بعد تحویل قبلہ اور اس کی اہمیت پر بحث اور انبیاء کرام سابقین کے حوالے سے انعام الٰہی (صفحات:۱۴۲-۱۴۴)۔

خاص فصل کے تحت اہل اسلام کی نصرت الٰہی، تالیف قلب، فرضیت قتال، اور بعض خصائص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے بعض اہم مباحث جیسے بیعت کی شرط، عدم سوال کی نصیحت، بعوث کی روانگی اور اس کے مقاصد، دشمنوں کے مقابلے کے وقت صبر اور تضرع، صحابہ سے جہاد کے معاملات میں مشاورت، پرچم/الویہ، حربی امتیازات وغیرہ (صفحات:۱۴۵-۱۴۶)۔

اولین سرایا وغزوات: حمزہؓ، عبیدہؓ بن حارث، سعد بن ابی وقاصؓ، ابواء، بواط، سفوان، العشیرہ، عبداللہ بن جحشؓ/قتل عمرو بن الحضرمی، آیت قرآنی میں وارد لفظ فتنہ کے معنی پر مختصر بحث (صفحات:۱۴۶-۱۵۰)۔

غزوہ بدر الکبریٰ پر مفصل بحث نسبتاً مع واقعات قتال، اسیران وغنائم وغیرہ (۱۵۱-۱۶۱)۔ ''مختصر تفسیر سورہ الانفال'' مرتبہ ناصر بن سعد الرشید میں شیخ نجدی نے واقعات سیرت کے حوالے کم دیے ہیں اور ان میں سے بعض کے لیے مختصر السیرۃ ملاحظہ کرنے کا مشورہ دیا ہے، شان نزول واقعہ بدر بتایا ہے بروایت ابن عباسؓ وابوامامہؓ)

سنہ ثالثہ میں دخول: کے عنوان خفی کے تحت چار سطری خلاصہ غزوہ بنی قینقاع، اور مفصل بیان غزوہ احد مع تاریخ وماہ / واقعات اور حمراء الاسد (صفحات:۱۶۱-۱۶۸)۔

سن چہارم میں داخلہ کے خفی سرخی کے تحت: واقعہ بئر معونہ اور غزوہ بنی النضیر کا ایک ایک سطری خلاصہ (ص:۱۶۸)۔

پانچویں برس میں داخلہ کی تصریح کے ساتھ غزوۃ المریسع کی تلخیص شدید اور حضرت جویریہؓ سے زواج نبوی اور سو خاندان بنی المطلق کی آزادی۔

- قصۃ الافک کے جلی عنوان سے بیان واقعہ بروایت حضرت عائشہؓ مع قصیدہ حضرت حسانؓ (۱۶۸،۱۷۲)۔
- غزوۃ الاحزاب/ الخندق نسبتاً مفصل مع واقعاتِ قتال ومحاصرہ اور اس میں غزوہ بنی قریظہ کا ذکر بلاعنوان، تحکیم حضرت سعدؓ بن معاذ (صفحات:۱۷۲-۱۷۷)۔

سنہ ششم میں داخل ہونے کی صراحت کے تحت صلح حدیبیہ کی نسبتاً تفصیل مع وفود قریش وکتابت معاہدہ، ادائی مراسم عمرہ اور مراجعت (صفحات:۱۷۷-۱۸۵، مع واقعہ حضرت ابوبصیر ثقفیؓ)

سنہ ۷ ہجری-غزوہ خیبر بعنوان جلی حدیبیہ سے واپسی کے بیس ایام بعد، حضرت ابوہریرہؓ کی مدینہ میں بطور مسلم آمد، رجز حضرت سلمہؓ بن اکوع، مرحب سے قتال حضرت عامرؓ، دعائے نبوی، بعض قلعوں کی فتح نبوی اور طلب صلح ومعاہدہ یہود، حضرت جعفر بن ابی طالبؓ اور ان کے اصحاب کی حبشہ سے آمد۔اس ضمن میں نئے عنوان سے بروایت حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، محاصرہ نبوی وادی القری اور معاہدہ صلح، حرقات کی جانب روانگی سریہ وغیرہ (صفحات:۱۸۵-۱۸۹)۔

عمرۃ القضیہ سنہ ۷ ہجری کے ماہ ذوالقعدہ میں، ذکر مختصر مع اشعار عبداللہ بن رواحہؓ، تین روزہ قیام کے بعد واپسی (صفحات:۱۹۰-۱۹۱)۔

سنہ ۸ھ میں داخلہ کے عنوان سے غزوہ موتہ کی تفصیل: سبب، روانگئ جیش، امراء، بعض واقعات ومراحل سفر واشعار (صفحات:۱۹۱-۱۹۴)-غزوۃ الفتح الاعظم: فتح مکہ کی کافی تفصیل، سبب سفر، ابوسفیان کی مساعی تجدید صلح، اشعار سالم خزاعی، واقعہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ، حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کی بطور مسلم آمد اور جحفہ میں

ملاقات، بدیل بن ورقا اورابوسفیان وغیرہ سے کلام نبوی، دارابی سفیانؓ کو دارالامان قرار دینے کا اعلان، سفہاء قریش کا قتال، داخلہ کو کبہ نبوی، بیت اللہ کی اصنام سے تطہیر، طواف نبوی، دخول نبوی درجوف کعبہ، کعبہ میں اذان بلالؓ، عام معافی، مجرمین کے قتل کا معاملہ وغیرہ (۱۹۴-۲۰۵)۔ حضرت عتابؓ بن اسید خزاعی کی حکم نبوی سے تجدید انصاب الحرم۔

اصنام/ بتکدوں کے خلاف سرایا: صنم سواع، مناۃ کا خاص الگ الگ عنوان سے ذکر (۲۰۵-۲۰۶)۔

غزوہ حنین کا مفصل ذکر و بیان واقعات بروایت ابن اسحاق (۲۰۶-۲۱۴) مع ذکر غزوہ اوطاس، تقسیم غنائم اور شکویٰ انصار پر خطبہ نبوی، مولفۃ القلوب کے عطایائے صدی اور خمسین، بنوہوازن کے اسیروں کی رہائی اور ایک خاص فصل کے تحت کہ غنائم حنین فتح مکہ کے انعام میں عطا کیے گیے تھے۔

غزوہ الطائف کا عنوان خاص سے ذکر (صفحات: ۲۱۴-۲۱۶) مع دعوتِ حضرت عروہؓ بن مسعود ثقفی اور شہادت، مراجعت لشکرِ نبوی، آمد وفدِ ثقیف اور اسلام، غزوہ طائف کی بعض فقہی جہات نئے عنوان سے (صفحات: ۲۱۶-۲۱۹)۔

سنہ ۹ ہجری کے واقعات- عمالِ صدقات کی تقرری اور روانگی، سریہ حضرت علیؓ برائے انہدام صنم طے، آمد و قبول اسلام حضرت عدیؓ بن حاتم وہمشیرہ وغیرہ (صفحات: ۲۲۰-۲۲۲)۔

-قصہ کعب بن زہیر بعنوان دیگر مع قصیدہ وغیرہ (صفحات: ۲۲۲-۲۲۶)۔

غزوہ تبوک:

ایک خاص فصل کے تحت بروایت ابن اسحاق، منافقین، بکاؤن، معذرون، استخلاف، روانگی، واقعات سفر وغیرہ، بعض مقامات کا حوالہ، منازل نبوی، آمد حضرت ابوذرؓ اور اسی کے ساتھ ان کی وفات کا واقعہ، تبوک میں قیام نبوی، اکیدر کے خلاف سریۂ حضرت خالدؓ، معاہدات، تبوک سے واپسی، مسجد ضرار کا واقعہ، اور آخری غزوہ کا اختتام (صفحات: ۲۲۶-۲۳۳) مع واقعات حضرات کعبؓ بن مالک وغیرہ۔

-وفود العرب کی آمد کے عنوان سے خاص ذکر وفود بنی تمیم مع اشعار کثیر، وفدطی، وفد عبدالقیس، مع ذکر مسیلمہ (صفحات: ۲۳۳-۲۴۱)۔

- حجۃ ابی بکر الصدیق نئے عنوان سے مختصر ذکر (۲۴۱)۔

- حجۃ الوداع کا ذکر خاصاً مختصر و تشنہ، صرف تاریخ، روانگی، خطبہ منیٰ، واپسی اور مرض الوفاۃ کا آغاز (صفحات: ۲۴۲-۲۴۳)۔

سریہ حضرت اسامہ طرف بلقاء: خطبہ نبوی وغیرہ (صفحات:۲۴۴-۲۴۵)۔

مرض رسول اللہ کا ذکر خاص (صفحات:۲۴۴-۲۴۵)۔

موت رسول ﷺ کا مختصر تذکرہ (صفحات:۲۴۶-۲۴۷) مع حدیث السقیفہ (صفحات:۲۴۷-۲۵۲) مع فضائل ابوبکرؓ صدیق/ اور قصۃ الردہ۔

مصادر مختصر سیرت کی بحث

مرتب گرامی اور دوسرے اہل علم ونقد کا یہ تبصرہ کہ شیخ نجدیؒ کے مختصر سیرت کا بنیادی مصدر امام ابن ہشام کی کتاب سیرت ہے جزوی طور پر ہی صحیح ہے۔ مصنف موصوف نے خود بھی اس کا اعتراف کیا ہے کہ وہ امام سیرت کی تاریخ ساز کتاب کا خلاصہ ہے اور متعدد مباحث بھی اسی کے اختصار کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔ لیکن مختصر سیرۃ الرسول ﷺ کے تجزیاتی مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ شیخ گرامی نے بنیادی مصدر کے علاوہ متعدد دوسرے مآخذ سے اہم مباحث میں استفادہ کیا ہے۔ ان میں سیرتی مصادر بھی شامل ہیں اور ان سے زیادہ حدیثی مصادر سے احادیث و روایات لی گئی ہیں۔ بعض قدیم سیرت نگاروں اور محدثین کرام کے حوالے سے بھی روایات ہیں۔ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ کا ایک اہم ترین ماخذ قرآن مجید ہے۔ اس کی آیات بینات سے وہ استدلال واستشہاد کے ساتھ اخذ معلومات کا کار اضافی بھی کرتے ہیں۔

موسیٰ بن عقبہ: کے حوالے شاذ و نادر ہیں۔ سرایائے حمزۃ وعبیدہ بن حارث کے بیان میں شیخ نجدی نے وضاحت کی ہے کہ ابن اسحاق نے اول الذکر کو مقدم رکھا ہے (ص:۱۴۷)۔

ابن اسحاق/ ابن ہشام

بالعموم تمام دوسرے سیرت نگاروں کی مانند شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ نے بھی ابن ہشام کی سیرت نبوی کو ماخذ اصلی بنا کر بیانیہ سیرت مرتب کیا ہے۔ کبھی کبھی وہ ابن ہشام کے مرجع ومنبع امام ابن اسحاق کے حوالے سے بھی روایات کا ذکر کرتے ہیں۔

- اصل بیانیہ سیرت کے آغاز میں نسب نبوی کے بعد قصہ فیل کو ابن اسحاق کے حوالے سے نقل کیا ہے: ’’...علیٰ ماذکر محمد بن اسحاق..‘‘ (صفحات:۵۵-۵۸)۔
- عبدالمطلب جد رسول ﷺ سے متعلق بیانیہ سیرت وصفات بھی ابن اسحاق کے نام سے ہے: ’’قال ابن اسحاق...‘‘ (صفحات:۵۹-۶۳)۔
- ابوطالب کی وفات پر ان کے فرزندوں کے مرثیہ کا حوالہ بھی ابن اسحاق سے ہے (۶۶-۶۷)۔ دوسرے

حوالے ہیں:

- ۳۵ سال کی عمر شریف میں قریشی تعمیر کعبہ کا پورا واقعہ ابن اسحاق کے حوالے سے ہے۔ (صفحات:۶۹-۷۲)۔

- صنم عم انس/صنم خولان، بروایت ابن اسحاق (ص:۷۷)۔

- ابن اسحاق کی روایت ابن عباسؓ سے اکابر قریش کی احبار یہود سے علمی مناقشہ کرنے کی روایت بالتفصیل نقل کی ہے (۱۰۴-۱۰۶)۔ وہ ولید بن مغیرہ مخزومی کی مخالفت نبوی کے بارے میں ابن اسحاق کی روایت ہی لیتے ہیں لیکن ان کو الگ الگ ''فی روایۃ'' کے فقرے سے لاتے ہیں (۱۰۶ومابعد)۔

ایسے مقامات بہت ہیں: کمزور مکی مسلمانوں کے مبتلائے فتنہ ہونے کا حوالہ ابن اسحاق سے (ص:۱۵۹)، اسیران بدر کا بیان بھی (صفحات:۱۵۹ومابعد)۔

- غزوات نبوی کا پورا باب مختصر ابن اسحاق/ ابن ہشام سے ہی مروی ہے لیکن ان کا حوالہ کسی کسی جگہ ہے جیسے غزوہ حنین میں ابن اسحاق کا ہے یا مولفۃ القلوب میں ہے (ص:۲۱۱)۔قدوم وفد ثقیف کا بیان ابن اسحاق سے ہے (۲۱۷ومابعد) اور قصہ کعب بن زہیر بھی (صفحات:۲۲۲ومابعد) اور غزوہ تبوک (ص:۲۲۷)، حجۃ الوداع، مرض الوفاۃ اور وفات کے ابواب بھی ابن اسحاق کے خاص حوالے سے نقل کیے ہیں (صفحات:۲۴۲ومابعد)۔

واقدی: امام واقدی کا حوالہ مختصر سیرت میں شاذ و نادر آیا ہے اور ان میں سے ایک رسول ﷺ کی حمایت و محبت ابوطالب کے بارے میں ہے کہ عم مکرم نے عمر نبوی کے آٹھویں برس سے نبوت کے دسویں سال تک یعنی پورے تینتالیس سال تک خدمت کی اور آپ کی نہ صرف مدافعت کرتے بلکہ کرم گستری کرتے رہے (ص:۶۵)۔

ابن سعد کا حوالہ بھی خال خال دیا ہے جیسے ایک حوالہ اوطاس کے بعد طائف کے محاصرہ میں ملتا ہے۔(ص:۲۱۵)۔

ابومحمد بن قدامہ: کا شاذ ترین حوالہ دیا ہے کہ ابوطالب آپ کی نبوت کا اقرار کرتے تھے اور اس باب میں ان کے اشعار تھے اور ان میں سے پانچ نقل بھی کیے ہیں (صفحات:۶۵-۶۶)۔

اہل السیر کا عمومی حوالہ بھی بعض مباحث میں آیا ہے جیسے ولایت کعبہ کے باب میں اولاد اسماعیلؑ کے زمانے سے خزاعہ تک کا مختصر بیان ہے (صفحات:۶۹)۔

صحیح/صحیحین

امام نجدی ''الصحیح'' سے جو احادیث اخذ کرتے ہیں وہ صرف راوی کے حوالے سے کرتے ہیں اور اس سے

مراد ان کی صحیح بخاری ہوتی ہے:

-''وفی الصحیح عن ابی عباس قال'' کے تمہیدی و ماخذی جملہ سے حضرت شیخ نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ہاجرہؑ کی ہجرت وسکونت مکہ کا واقعہ بیان کیا ہے جس میں لفظ کداء کے اعراب و املا پر مرتب ومحشی نے حافظ ابن حجر کی فتح الباری کا حوالہ دیا ہے (ج۶ص۲۸۴:اس تصریح کے ساتھ کہ اسی سے مکہ میں داخلہ نبوی فتح مکہ میں ہوا تھا)۔حضرت ابن عباسؓ کی یہ طویل حدیث حضرت اسمٰعیلؑ اوران کی دوازواج کے بارے میں حضرت ابراہیمؑ کے تبصروں اور واقعات سکونت کومحیط ہے (صفحات:۱۸-۲۱)۔

ان میں خاص کر زمزم کی عطائے ربانی اورحضرات ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کے دست مبارک کی تعمیر کعبہ کا واقعہ سب سے اہم ہے۔محشی کا دوسرا حاشیہ ''جریا'' کی لغوی صراحت پر ہے۔حضرت ابن عباسؓ کے دوسرے حوالے اور روایات بھی ہیں جیسے حضرت عمرؓ کا تسمیہ الفاروق (۹۳)۔حضرت موصوف سے قولِ ولید بن مغیرہ بابت قرآن نقل کیا ہے(ص:۱۰۶)۔

-''قصہ بدء الوحی'' کا لب لباب اپنے ماخذ اصلی سے دیا ہے لیکن اس کے استناد میں صحیحین کا حوالہ بھی دیا ہے:والقصة فی الصحیحین...''(ص:۳۳)۔

ترتیب واقعات سیرت کے مطابق بدء الوحی کے باب و بیان میں الصحیح سے حدیثِ عائشہؓ: اول مابدئ...(ص:۷۷)

- مختصر واقعات کے ضمن میں سورہ نحل:۱۰۶ میں مستضعفین مکہ کے ہجرت نہ کرنے کے حوالے سے بخاری سے حسن بصریؒ اور عمر بن عبدالعزیزؒ کے اقوال ایمان وخیر کے بارے میں ہیں (صفحات:۳۸-۳۹)۔

-عمرو بن لحی خزاعی کے باب میں ''الصحیح'' سے حدیثِ حضرت ابوہریرہؓ : ... رأیت عمرو بن عامر الخزاعی یجر قصبه فی النار...الخ (ص:۷۵)۔

- الصحیح سے بعض دوسرے واقعات بھی ہیں جیسے مسجد نبوی کے قطعہ اراضی کی خرید و تعمیر (صفحات:۱۳۸-۱۳۹)،ہجرت مدینہ کے بعد بیماری صحابہ(ص:۱۴۰)،مرض الوفاۃ کے بعض واقعات (ص:۲۴۵)، مسلم کا خاص حوالہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے پر ابوجہل کی گردن زدنی کے منصوبے کے بارے میں بحوالہ سورہ اقراء:۶-۷(ص:۸۶)، دوسرا غزوہ حنین میں کنکریوں کے پھینکنے کا ہے(ص:۲۱۰)، تیسرا غزوہ تبوک کے ضمن میں حدیث ابوحمید ساعدیؓ سے ہوا چلنے کے بارے میں صحیح مسلم سے ہے(ص:۲۳۰)۔

- صحیحین کے حوالہ سے غزوہ احد میں دفاع نبوی میں دوفرشتوں کے قتال کی اہم روایت ہے(ص:۱۶۷)۔

ترمذی

شیخ نجدی نے بعض واقعاتِ سیرت کے ضمن میں ترمذی کی روایت وحدیث دی ہے اور بعض پر نقد بھی کیا ہے۔ بحیرا راہب کے قصہ کے ضمن میں ترمذی کی روایت کہ ابوطالب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بصریٰ سے حضرت بلالؓ کے ساتھ واپس کیا تھا نقد کیا ہے کہ وہ ''غلط واضح'' ہے (ص:۶۸)۔

- چوتھے سال سے علانیہ دعوت کا ذکر سنہ وار ترمذی کی روایتِ یزید بن رومان کے حوالے سے ہے۔(ص:۸۴)۔

ابن القیم

- مختصر سیرت میں بعض مباحث میں امام ابن قیم کے بعض بیانات و روایت ہیں جیسے سورہ اقراء کے حوالے سے اولین وحی وغیرہ (ص:۸۱)۔
- تین سال تک دعوت خفیہ کا ذکر بحوالہ سورۃ الحجر:۹۴:''فاصدع بما تومر...'' (ص:۸۵)۔

منفرد محدثین وتابعین

شیخ نجدی نے بسا اوقات قدیم راویانِ سیرت کے اسماء گرامی کی تصریح سے روایات بیان کی ہیں اور ان کا ماخذ نہیں بتایا جیسے

قتادہ: مشہور تابعی کے حوالے سے بعض اہل الجاہلیۃ کے حالات کے ضمن میں حضرت آدمؑ وحضرت نوحؑ کے درمیانی عرصہ کے علاوہ امت مسلمہ میں کفر وشرک اور اصنام پرستی کا حوالہ ہے اور سورہ نوح:۲۳ کے ضمن میں حضرت ابن عباسؓ کا۔

زہری: امام حدیث وسیرت کے نام سے ابتداء الدعوۃ کے مبحث میں پوری روایت نقل کی ہے:''قال الزھری لماظھرالاسلام ...'' وہ مختصر ہے(ص:۸۴)۔

-نماز میں تین اکابر قریش کی سماعتِ قرآن کی روایت زہری سے نقل کی ہے اور ''ایک روایت'' کے حوالے سے ابوجہل کی تصدیق نبوت کا اعتراف اور اس کے باوجود تکذیب رسالت کا حوالہ دیا ہے(ص:۱۰۳)۔ یہ دونوں روایات ابن اسحاق ہی کی ہیں مگر امام موصوف کے ماخذ کے حوالے نہیں ہیں۔

اہل التفسیر/ اہل الحدیث: کے عمومی حوالوں سے شیخ نجدی نے بعض مباحث بیان کیے ہیں جیسے قریشی منکرین کا معجزات وآیات دکھانے کا مطالبہ(ص:۱۰۸)۔

ابن ابی حاتم

-ان اہل تفسیر و حدیث میں سے بعض کے اسماء کے ساتھ آیات کی بابت بعض روایات و نکات کا ذکر کیا ہے (ص:۱۰۸)۔

مجہول حوالہ حدیث

متعدد دوسرے سیرت نگاروں کی طرح شیخ نجدیؒ نے بھی بسا اوقات بعض احادیث صیغہ مجہول سے بیان کی ہیں جیسے ''انا ابن الذبیحین'' کی حدیث ''رُوِی من النبی ﷺ'' اور اس کی تشریح شیخ ہے: ''یعنی اسماعیلؑ واباہ عبداللہ'' (۶۵:محشی نے تخریج کی ہے کہ حاکم مستدرک میں ہے اور حوالہ دیا ہے : ''کشف الخفا عن المقاصد'' کا۔اس موخرالذکر مصدر کا حوالہ بعض اور روایاتِ حاکم وبیہقی کے بارے میں بھی دیا گیا ہے)

- وفاتِ خدیجہؓ و ابوطالب کے واقعہ کے بعد رسول اکرم ﷺ پر قریش کے مظالم بڑھ جانے کا ذکر حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی عینی شہادت پر مبنی ایک روایت سے کیا ہے۔

- ''فی حدیث'' کے فقرے سے آپ ﷺ کی تہدیدی حدیث : ''لقد جئتکم بالذبح'' کو بیان کیا ہے (۱۰۲؛محشی کے مطابق یہ ابن اسحاق کی حدیث بروایت یونس ہے جس کو بیہقی نے حاکم سے نقل کیا ہے)

-حدیثِ حضرت اسماءؓ کے حوالے سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مدافعتِ نبوی کا ذکر کیا ہے۔

ان دونوں روایات و احادیث کا اصل مصدر ابن اسحاق کی کتاب ہی ہے۔

اشعار سے شغفِ شیخ

امامانِ سیرت ابن اسحاق و ابن ہشام کے شعری ذوق، عام عرب اہل علم کے ادبی مذاق اور خود حضرت شیخ کے شغف شعر و ادب کا ایک دلچسپ پہلو ان کے مختصر سیرت میں حد سے زیادہ نظر آتا ہے۔ان کے مصادر و منابع نے اشعار کی بھرمار سے اپنی اپنی تالیفات کو خاصا بوجھل بنا دیا۔امام اول ابن اسحاق کے اشعارِ معاصرین و متاخرین پر ان کے مہذب و ملخص امام ابن ہشام نے کافی تنقید کی اور تلخیص و تصحیح کی قینچی سے بہت بال و پر کاٹے مگر اس کے گیسوئے دراز کے بہت سے پیچ وخم باقی رہ گئے۔ان کی تاریخی افادیت اور شعری و ادبی اہمیت اپنی جگہ،مگر وہ کتاب سیرت کے بیانیے کو خاصا بے راہ کرتے ہیں۔شیخ نجدیؒ نے بھی اشعار و قصائد و مراثی وغیرہ کو اپنے مختصر سیرت میں دوسروں سے زیادہ جگہ دی اور اس نے بیانیہ سیرت میں رکاوٹیں ڈالیں اور بہت جگہ گھیری۔مختصر سیرت کے اشعار کا ایک مختصر تنقیدی جائزہ کتاب سیرت میں ان کے محاسن و قبائح کا ایک اشاریہ دے گا لہٰذا وہ عناوین کے تحت پیش

ہیں۔ان میں تاریخ خلافت سے متعلق واقعات و روایات کے ضمن میں وارد اشعار کا ذکر نہیں کیا گیا کہ وہ بیانیہ سیرت سے خارج مباحث ہیں۔

-غوث جرہمی کی ولایتِ کعبہ اور اجازہ کے بارے میں ایک شعر (ص:٦٦)۔

-قصی بن کلاب کی قریش کی شیرازہ بندی پر مشہور شعر

''قصی لعمری کان یدعی مجمعا به جمع الله القبائل من فهر'' (ص:۲۷)۔

-حلف الفضول کی بابت زبیر بن عبدالمطلب ہاشمی کے دو شعر: ''ان الفضول تحالفوا واتعاقدوا الخ (ص:۲۹)۔

-طواف عریاں اور عورت کے چغہ میں طواف پر ایک گمنام عورت کا ایک شعر (ص:۳۲)۔

-کعبہ پر حملہ ابرہہ کے حوالے سے عبدالمطلب کے چھ اشعار (ص:۵۸)، بنو نوفل سے ارکاح کے تنازعہ کی بابت اخوال بنی النجار سے امداد کے لیے عبدالمطلب کے نو اشعار (ص:۶۲-۶۳)۔

-حفر زمزم پر صفیہ بنت عبدالمطلب کے دو شعر (ص:۶۲) ۔ابوطالب کی وفات پر ان کی اولاد کے چھ اشعار بحوالہ ابن اسحاق (صفحات:٦٦-٦٧)۔

-ابوطالب کے اقرار نبوت محمدی کے بارے میں ان کے اشعار میں سے پانچ کا ذکر (صفحات:٦٥-٦٦)، اصنام عرب کے ذکر میں ہدم عزیٰ پر حضرت خالدؓ کا ایک شعر (ص:٧٦)۔

-بدء الوحی کی حدیثِ حضرت عائشہؓ کے بعد حضرت ورقہ بن نوفلؓ کے مدحِ حضرت خدیجہؓ میں تیرہ اشعار جو نعت کے بھی ہیں (ص:٧٩)

-حمایتِ ابی طالب میں ان کے پانچ اشعار (صفحات:٩٥-٩٦) اور شعب ابی طالب میں محاصرہ بنی ہاشم سے متعلق ابوطالب کا مشہور قصیدہ لامیہ (۱۴۳ اشعار:٩٦-٩٩: جس کا مشہور ترین شعر ہے: ''وابیض یستسقی الغمام بوجهه

ربیع الیتامیٰ عصمة الارامل''؛ ابوطالب کے شعر کا اعادہ غزوہ بدر میں۔

-مدحِ نجاشی میں ابوطالب کے تین شعر (صفحات:۱۰۱-۱۰۲)۔حضرت سعد بن عبادہ خزرجیؓ کی قیدِ قریش پر ضرار بن خطاب فہری اور اس کے جواب میں حضرت حسانؓ کے بالترتیب دو اور آٹھ اشعار کے علاوہ دوسرے شعراء کے اشعار در مدحِ سعدینؓ چار عدد (صفحات:۱۲۶-۱۲۷)۔

-ام معبدؓ کے قصہ میں اشعار ہاتف غیبی کے چودہ اشعار جن میں مدحت نبوی بھی ہے(صفحات:

۱۳۳-۱۳۴)۔

-ہجرتِ مدینہ کے ضمن میں حمایت نبوی اور مدحت محمدی میں اور حفاظت رسول میں مختلف شعراء جیسے صرمہ بن انسؓ وحسانؓ کے ۷+۷:۱۴شعر (صفحات:۱۳۶-۱۳۷)۔

-تعمیرِ مسجد نبوی پر تین مشہور رجزیہ اشعار اوران کا اعادہ خندق میں (صفحات:۳۹:۳۷)۔ ہجرت کے بعد مرض حضرات ابوبکر و بلالؓ کے تین اشعار (ص:۱۴۰)۔

-واقعہ افک کے بعد حضرت حسانؓ کی براءت وطہارتِ حضرت عائشہ صدیقہؓ میں مشہور قصیدہ: ''حصان رزان ماتزن بريبة الخ ۵+۱=۶ (صفحات:۱۷۱-۱۷۲)۔

-غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت سلمہؓ بن الاکوع کے رجزیہ اشعار چار عدد (ص:۱۸۵)، مرحب کے اشعار اور عامرؓ کے جواب میں تین تین رجزیہ شعر (صفحات:۱۸۵-۱۸۶)۔

-عمرۃ القضیہ کے موقعہ پر حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے رجزیہ اشعار پانچ عدد اور مزید غزوہ موتہ کے ضمن میں ۷-۸اور۴ اشعار (صفحات:۱۹۰-۱۹۴)۔

-فتح اعظم مکہ کے موقع عمرو بن سالم خزاعی کے ۸+۱ٹیپ کا بند (صفحات:۱۹۴- ۱۹۵)، حماس بن قیس کے تین رجزیہ مصرعے اور مزید چار اشعار یوم الخندمہ پر (صفحات:۲۰۰ومابعد)، حضرت فضالہ بن عمیر لیثیؓ کے تین رجزیہ شعر (ص:۲۰۴)، غزوہ حنین میں درید بن الصمہ کے دو رجزیہ شعر، غزوہ طائف حضرت طفیل بن عمروؓ کے ذوالکفین پر تین مصرعے (صفحات:۲۰۷-۲۱۵)۔

-قصہ کعب بن زہیرؓ میں ان کا قصیدہ اور اشعار بجیر بن زہیر (۵+۷) اور قصیدہ بانت سعاد (۱۷اشعار) اور مدحِ انصار میں آٹھ اشعار (صفحات:۲۲۲-۲۲۶)۔

-غزوہ تبوک سے واپسی پر خیر مقدم کے دو مشہور شعر ''طلع البدر علینا الخ (ص:۲۳۳)، وفود بنی تمیم وغیرہ کے ضمن میں اشعار حضرات زبرقانؓ بن بدر وحسانؓ ۱۲۶اشعار (صفحات:۲۳۶ومابعد)۔

آیات قرآنی سے استشہاد واستدلال

نجدی مختصر سیرت کا ایک خاص امتیاز آیات کلام اللہ سے قریب قریب تمام مباحث سیرت اور فوائد و لطائف میں استشہاد کا بھی ہے۔ وہ اصلاً تو امام سیرت ابن اسحاق کا طرہ امتیاز ہے اور متعدد دوسرے اکابر سیرت کا بھی اور حضرت شیخؒ نے اسی سے متاثر ہوکر اس کو اختیار کیا ہے۔ بلاشبہ وہ امام نجدی کے ذوق خالص کا عطیہ گرامی بھی ہے کہ وہ قرآنیات کے عظیم ترین علماء اور ان کے معارف وحکم کے گہرے پارکھوں میں بھی تھے۔ اپنے مختصرِ سیرت

میں جس طرح انھوں نے قرآنی آیات سے مباحث سیرت اور ابواب سیرت ابن اسحاق کو آراستہ کیا ہے وہ ان کے وجدانی ذوق اور شعوری مطالعہ کا بھی آئینہ دار ہے۔ بالعموم دوسرے صاحبان سیرت قرآن و حدیث کو اولین بنیادی مآخذ تو قرار دیتے ہیں لیکن ان کی روایات کا پاس و لحاظ نہیں کرتے۔ امام محمد بن عبدالوہاب نجدی کے اس امتیاز کو ایک وہبی عطیہ بھی کیا جاسکتا ہے اور وہ دیگر سیرت نگاروں کے لیے ایک طریق نگارش بھی بن جاتا ہے۔ یہ ایک طویل تحقیقی مطالعہ کا موضوع ہے لیکن اس مختصر تجزیاتی مطالعہ و مقالہ میں انوار الٰہی سے اکتساب شیخ کی چند جھلکیاں ہی پیش کی جاسکتی ہیں اور پہلے مختصر سیرت کے اولین حصہ کی ہیں جس میں حضرت شیخ نے سیرت ابن اسحاق کے اہم ترین مباحث کا اختصار کیا ہے۔

قصص الاولین

- قصص الاولین، قصص الانبیا کو بعض سلف کے حوالے سے ''جنود الله'' قرار دیا ہے مگر آیات کا حوالہ نہیں دیا اگرچہ وہ مضمر ہے (ص:۱۱) لیکن سورہ ق:۳۶: ''و کم اھلکنا قبلھم من قرن الخ سے اس پر استشہاد کیا ہے۔

قصہ آدم و ابلیس

کو اول قصہ بتا کر اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ تخلیق و ہبوط آدم وغیرہ کی مشکلات صرف تامل سے سمجھ میں آسکتی ہیں اور آخر قصہ میں آیات سورہ بقرہ: ۳۸- ۳۹ اور آیات سورہ طٰہ ۱۲۳-۱۲۷ نقل کی ہیں۔ان میں ہدایت انبیا کی پیروی کی افادیت کی وضاحت ہے۔

ذریت آدم: کے بیان میں سورہ اعراف :۱۷۲: واذاخذ ربك من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم الخ اور سورہ نوح :۲۳: وقالوا لاتذرن ا لھتکم ..الخ نقل کرکے استشہاد کیا ہے جس طرح شرک کے پھیلنے پر رسولوں کی بعثت کو آیات قرآنی: نحل ۳۶؛ مومنون :۴۴ ؛یوسف :۱۱۱؛ سورہ توبہ: ۷۰ نقل کی ہیں اور نہ صرف کافرین اقوام بلکہ منافقینِ عہد نبوی کے کارِ شرک و نفاق پر بھی ان سے استدلال کیا ہے (صفحات:۱۵-۱۶)۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

کے باب میں ایک حکیمانہ نکتہ اور واقعاتی حقیقت یہ بیان کی ہے کہ ظہورِ حضرت ابراہیمؑ کے بعد ان کی ذریت میں توحید کبھی مفقود نہ ہوئی اور اس پر سورہ زخرف: ۲۸ ''وجعلھا کلمة باقية فی عقبه الخ سے استدلال کیا ہے (ص:۱۶)۔

-ذریت ابراہیم میں نبوت کے تسلسل پر سورہ عنکبوت :۲۷ ''وجعلنافی ذریته النبوة والکتٰب '' سے استشہاد کیا ہے (ص:۲۲)۔

-مشرکینِ عرب کے مشرکانہ اضافہ تلبیہ پر سورہ روم :۲۸''ضرب لکم مثلامن انفسکم ..الخ سے اور اوس وخزرج کے صنم مناۃ کی تعظیم کے حوالہ سے سورہ بقرہ:۱۵۸:''ان الصفا والمروۃ من شعائرالله..الخ سے نقد و استدلال کیا ہے(صفحات:۲۲-۲۳)۔

-کعبہ کی مانند دوسرے بیوت کی تعظیم عرب کے لیے حضرت شیخ نے سورہ آل عمران:۱۶۴:''لقد من الله علی المومنین...الخ نقل کی ہے(ص:۲۴)۔

-آغاز وحی قرآنی کے حوالے سے سورہ اقراء کی اولین پانچ آیات کریمہ کے علاوہ سورہ مدثر کی اولین آیات کے نزول کا ذکر کیا ہے(ص:۳۵)۔

-اسلام کی آمد کے ساتھ افاضہ از عرفات اور لباس زیب تن کرنے کے لیے بقرہ: ۱۹۹ اور اعراف :۲۲،۳۲نقل کی ہیں۔

-''فوائد الھجرۃ'' میں سے صرف ایک کا ذکر یوں کیا ہے کہ کچھ مکی قریشی جوانوں نے محض سستی اور قومی محبت میں ہجرت نہ کی اور ایمان سے ہی محروم رہ گئے۔ جیسا کہ سورہ انفال: ۲۶ میں آیا ہے۔اس پر شیخ نے کافی بحث کر کے طالب حق کو تامل و تدبر کرنے کی دعوت دی ہے(صفحات:۳۵-۳۸)۔حضرت شیخ نے حضرات صحابہ کرام کے فہم اور علماء و مشائخ کے لیے علم کی لازمیت کے ساتھ چند امور کی وضاحت کی ہے:۱-فہم دین وقرآنی کے لیے طلب علم ناگزیر ہے اور جب صحابہ کے لیے وہ لازمی تھا تو دوسرے کیسے مستغنی رہ سکتے ہیں؟ اور عدم علم وفہم کے سبب قرآن میں اشکالات ہوتے ہیں۔ دوسرے ایمان وہ نہیں جو آج بیشتر لوگ سمجھتے ہیں اور اس کی صحیح تفہیم کے لیے حسن بصریؒ اور عمرؓ بن عبدالعزیز کے اقوال نقل کیے ہیں:۱-دل میں ایمان کا بیٹھ جانا اور اعمال سے اس کی تصدیق کرنا، ۲-مال وزر اور اولاد خیر نہیں، اللہ کی معرفت واطاعت خیر ہے اور علم نافع اس کی کلید ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆